

8141 - كفار كے بنكوں ميں ركھى گئى رقم پر سوڊ لينے كا حكم

سوال

ميرے اصل وطن ميں بعض ايسى كمپنیاں هيں جو رقم ركھ كر ماہانہ فائدہ ديتى هيں، اور اصل مال ميں كوئى رد و بدل نهيں ہوتا، لہذا اس شكل ميں ہونے والى آمدن كا حكم كيا ہے؟ اور كيا كسى بيوہ كے ليے اس آمدن كو اپنے اور اپنے خاندان پر صرف كرن جائز ہے؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

مستقل فتوى اور علمى ريسرچ كمىٲى كے سامنے اسى سے ملتا چلتا ايك سوال پيش كيا گيا جو مندرجہ ذيل ہے:

امت (الامة) ميگزين نے مغربى ممالك اور دار الكفر ميں ہونے والے مالى معاملات كے بارہ ميں ايك فتوى شائع كيا ہے: جو بالنص ذيل ميں پيش خدمت ہے:

امام ابو حنيفہ رحمہ اللہ تعالى دار الحرب ميں حربى كفار سے سوڊ لينے اور ہر ايسے معاہدے يا معاملہ كو جائز سمجھتے هيں جس كا فائدہ مسلمان شخص كو پہنچتا ہو، ليكن يہ اس وقت تك ہے كہ جب يہ رضامندى كے ساتھ ہو، اور اس ميں دھوكہ اور خيانت نہ پائى جائے.

لہذا اگر يہ صحيح ہو تو اس سے فرانس ميں بعض مسلمانوں كا فائدہ حاصل ہو گا، كيونكہ ہمارے پاس جو فنڊ آتا ہے وہ صرف كرنے سے قبل كئى كئى ماہ بنك ميں رہتا ہے، اور اس پر حاصل ہونے والے فائدہ سے بنك كے علاوہ كوئى اور فائدہ حاصل نهيں كرتا، اگر يہ فتوى صحيح ہو تو دار الحرب ميں ہم اپنے مال پر فوائد سے استفادہ كر سكتے هيں، اور كم از كم يہ مال ہم فقراء و مساكين كو تو پيش كريں گے، ان كے علاوہ كسى اور كو نهيں، اس مقصد كے بيچھے اللہ تعالى ہے.

تو شيخ عبدالعزيز بن باز رحمہ اللہ تعالى كى سربراہى ميں قائم مستقل فتوى كمىٲى كا جواب تھا:

اول:

كفار اور ہمارے مابين مالى معاہدے اور منافع كا تبادلہ اس وقت تك صحيح ہے جب تك وہ شريعت اسلاميہ كے معاہدے كى شروط پر پورا اترتا ہو.

دوم:

سودی لین دین مطلقا حرام ہے، چاہے وہ مسلمانوں کے مابین ہو یا پھر کفار اور مسلمانوں کے مابین، اور چاہے کفار حربی ہوں یا پھر غیر حربی .